اصلی

دس بیبیوں کی کہانی

مولانا سراج القادری بہرائچی

غازی کتاب گھر
گنگول بازار، بہرائچ شریف یوپی (انڈیا)

اصلی
دس بیبیوں کی کہانی

مولانا سراج القادری بہرائچی

غازی کتاب گھر
گنگول بازار، بہرائچ شریف، یوپی (انڈیا)

۷۸۶/۹۲

اصلی

دس بیبیوں کی کہانی

مولانا سراج احمد سراج القادری بہرائچی

مسافر خانہ مسجد ۳۴ پاک موڈیہ اسٹریٹ بوہری محلہ ممبئی نمبر ۳

9870742302

ناشر: غازی کتاب گھر صابری یتیم خانہ ، جامعہ سرکار اعلی حضرت، گنگول بازار، ضلع بہرائچ شریف، یوپی (انڈیا)

نام کتاب : اصلی دس بیبیوں کی کہانی
مصنف : مولانا سراج القادری بہرائچی
سن اشاعت : ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء
بار دوم :
تعداد : گیارہ سو
ہدیہ :

ملنے کے پتے

نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی روڈ، ممبئی
اقراء بک ڈپو، محمد علی روڈ ممبئی
مکتبہ قادریہ، مسجد قرطبہ جوگیشوری ویسٹ
لطیفیہ بکڈپو، ناگپور
نیر بک سیلر، الہ آباد
غازی بکڈپو، درگاہ روڈ بخشی پورہ، بہرائچ
فلاحی بک ڈپو، وارانسی
حنیف بک ڈپو، ناگپور
ناز بک ڈپو، محمد علی روڈ ممبئی
بک سٹی، محمد علی روڈ ممبئی
کتب خانہ امجدیہ، دہلی
رحیمیہ بکڈپو، کلکتہ
منصور بک سیلر درگاہ شریف، بہرائچ
جمیل بک ڈپو، گھنٹہ گھر بہرائچ
نسیم بک ڈپو، وارانسی
تاج بک ڈپو، ناگپور

انتساب

جگر گوشۂ رسول، زہراء، بتول، جنتی عورتوں کی سردار جن کے طویل سجدے رات کی پہنائیاں سمیٹ دیتے تھے یعنی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دہلیز پر ایک گدائے بے نوا کی دستک اس امید کے ساتھ کہ خاندانی روایات کے مطابق کاسۂ گدائی میں کرم کا ٹکڑا ضرور آئے گا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف غبار راہِ آل رسول

سراج القادری بہرائچی

مقدمہ

پاکیزہ خصلتیں، تطہیر قلوب، نیک انسان کا اصلی جوہر ہوتے ہیں، تعلیم و تدریس تربیت اور وعظ و نصیحت کو قبول کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان قد افلح من تزکّی کا مصداق ہو جائے تحریر پر تحریر ناممکن ٹھیک اسی طرح زنگ آلود دلوں کی صیقل سے قبل آماجگاہِ عشق اور نغمۂ توحید کی حُبّ سرائی ناممکن ہے کیونکہ سنگ دل اور غلیظ قلوب و اذہان رکھنے والوں کی بہت سی مثالیں تاریخ میں موجود ہے کہ فاران کی چوٹی سے بلند ہونے والی صدائے دلنواز سننے کے بعد سلیم الفطرت حضرات بغیر قیل و قال دامن توحید میں داخل ہو جاتے ہیں مگر کفار و مشرکین کے سامنے تمام تر معجزات اور سید المرسلین کی تبلیغ سعی ہونے کے باوجود ان کے زنگ آلود قلوب حقانی گفتگو سننے کے لئے تیار نہ ہو سکے، نغمۂ توحید اور کلام ربانی سن کر داخل اسلام ہونے والی جماعت میں صحابۂ کرام کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی ایسی اسلامی خواتین کے احوال و کوائف تاریخی حوالوں سے پڑھے جا سکتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ بلکہ پوری

زندگی اسلام کی حمایت ونصرت اور عبادتِ الٰہی میں گذار دی جن کی زندگی ہماری قوم کی عورتوں کے لئے مشعلِ راہ ہے "اصلی سیدہ بی بی" کی کہانی کے بعد مسلسل مجھ حقیر پر دباؤ ڈالا گیا کہ دس بی بی کی کہانیوں کے مقابلے میں "اصلی دس بیبیوں کی کہانی" بھی لکھیے تاکہ دخترانِ اسلام بجائے اُس کتاب کے پڑھنے کے جس کے مصنف اور مرتب کا نام ونشان نہیں اور غلط طریقے سے اسے لکھ کر پوری دنیا میں تقسیم کر کے گمراہ کیا جارہا ہے "اصلی دس بیبیوں کی کہانیاں" پڑھ کر استفادہ حاصل کرسکیں۔

ہمارے اسلاف اپنے مشکل معاملات کے حل کیلئے بزرگوں کو وسیلہ بناتے اور ان سے مدد طلب کرتے رہے جس کی شرعی حیثیت کتابوں میں موجود ہے جسکا انکار غیر ممکن ہے، تو ہم پرستی کے اس نازک دور میں خاص کر یوپی، بہار کے دیہی علاقوں میں اگر یہ کتابیں پہنچادی جائیں تو یقیناً کسی حد تک قوم مسلم کے بچے اور بچیاں وعورتیں پڑھ کر دس کر اپنے آپ کو اسلامی ماحول میں ڈھالنے کی کوشش کریں گی اور غیر معتبر کتابیں فرضی کہانیاں پڑھنے سننے سے اپنے کو بچالیں گی میں اپنی جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر یہ کتابچہ کسی لائق ہو تو اس کی تائید فرما کر عام کرنے کی ترغیب فرمائیں اور اگر قابل توجہ نہ ہو تو خود ہی اس کا بدل تحریر فرما کر اصل واقعات سے روشناس کرائیں اور دختران اسلام کو لغو اور فرضی کہانیاں پڑھنے اور سننے سے بچائیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کرتا ہوں کہ ان نیک بی بیوں کے صدقے میں ہم سب کا خاتمہ بخیر فرمائے (آمین)

گدائے کوچہ مسعودِ غازی **سراج القادری بہرائچی**

۱۵/ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ/۲/مارچ ۲۰۱۰ء

کہانی پڑھنے کا طریقہ

☆ بہتر یہ ہے کہ پڑھنے اور سننے والے سب کے سب باوضو ہوں۔

☆ کہانی شروع کرنے سے پہلے قرآن مجید کی کوئی سورت تلاوت کیجئے اگرچہ سورہ فاتحہ کیوں نہ ہو۔

☆ تلاوت کے بعد بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت شریف کا گلدستہ پیش کیجئے پوری نعت یاد نہ ہو تو دو ایک شعر جو بھی یاد ہو ترنم یا تحت میں حصول برکت کے لئے ضرور پڑھا جائے۔

☆ دس بیبیوں کی کہانیاں کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں اگر ایک مجلس میں پڑھنے کا موقع نہ ہو تو تین یا پانچ یا دس دنوں میں تقسیم کر کے ختم کیا جائے فضیلت اور ثواب میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی بلکہ اس طریقے سے کئی بار ذکر کی محفل میں بیٹھنے کا موقع مِل جائے گا۔

☆ کہانی ختم کرنے کے بعد بارگاہِ رسولِ انام صلی اللہ علیہ وسلم میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں اور اسی کتاب کے آخر میں جو طریقہ فاتحہ لکھا ہے اس کے مطابق عاجزی وانکساری سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دسوں بیبیوں کے وسیلے سے دعاء مانگی جائے انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور مراد پوری ہوگی، اہل وعیال بلاؤں سے محفوظ رہیں گے، بیماریوں سے شفا حاصل ہوگی، گھر میں خیر وبرکت کا نزول ہوگا، زندگی پُرسکون گذرے گی، خصوصاً جس مقصد کے لئے کہانی پڑھی یا سنی جائیگی اس مقصد میں کامیابی ضرور بضرور ملے گی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

درود شریف پڑھیئے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ ال سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم علیہ صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

نام:۔ خدیجہ، لقب طاہرہ والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا آپکی ولادت ۵۵۶ء یا ۵۵۵ء کو مکہ میں ہوئی تھی والدین قریشی النسل تھے اس طرح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رئیس الطرفین تھیں، اور آپ کا شجرۂ نسب رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ پاک سے جاملتا ہے۔ والد گرامی خویلد بن اسد بہت بڑے تاجر تھے اور قبائل عرب میں بڑی باعظمت اور پُر وقار شخصیت کے مالک تھے۔ دیانتداری، راست بازی کی وجہ سے تمام اہل قریش میں بہت ہی محترم اور ہر دلعزیز تھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی کم عمری سے نہایت روشن خیال، باہمت اور شریف النفس خاتون تھیں۔

سب سے پہلی شادی ابو ہالہ نباش بن زرارہ تیمی سے ہوئی جن سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام ہالہ تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہوگیا دوسرے کا نام ہند تھا جو کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہوئے اور جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت وحمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ نباش کے انتقال کے بعد سیدہ خدیجہ عتیق بن عائذ مخزومی کی نکاح میں داخل ہوئیں اور ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

آخر میں حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اس سے پہلے شہر مکہ کے بڑے بڑے تاجروں اور سرداروں نے نکاح کے پیغامات دیئے جسے آپ ٹھکراتی رہیں والد گرامی کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تمام کاروبار تجارت کو بہترین طریقہ سے جاری ہی نہیں رکھا بلکہ شام ویمن میں بڑے پیمانے پر چلانے کیلئے ایک بہت بڑا عملہ بھی رکھا جو عربوں، یہودیوں اور عیسائی نوکروں اور غلاموں پر مشتمل تھا حسن تدبیر اور دیانتداری کی وجہ سے کاروبار میں روز بروز ترقی ہوتی رہی، مگر تمام تر آرام کے باوجود آپ کا دل مطمئن نہ تھا۔

ایک ایسے صدق وصفا اور امانت کے پیکر کی تلاش تھی جو بھروسے مند بھی ہو اور

ذہین وہشیار بھی ہو جسے تجارتی قافلے کے ساتھ دوسرے ملکوں میں بھیجا جا سکے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا اور آپ کی عمر مبارک ۲۵ سال کی تھی۔ لیکن آپ کے پاکیزہ اخلاق اور سچائی وامانتداری کا چرچہ عرب کے قبیلوں کے گھر گھر پھیل چکی تھی اور عرب کے لوگ آپ کو امین وصادق کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں سے متاثر ہو کر پیغام بھیجا کہ اگر آپ میرا سامانِ تجارت ملک شام تک لے جایا کریں تو دوسروں کے بہ نسبت زیادہ معاوضہ دوں گی چنانچہ آپ یہ پیغام منظور فرما کر مالِ تجارت لے کر روانہ ہو جاتے ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے غلام میسرہ کو بھی قافلہ کے ساتھ روانہ کر دیتی ہیں تا کہ دورانِ سفر پیش آنے والے واقعات و حالات کی جانکاری ہو سکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانتداری کی وجہ سے پورا مالِ تجارت دوگنی منافع پر فروخت ہو گیا۔ شاہراہِ مکہ سے بازارِ بصرہ تک جو لوگ شریک کارواں تھے ان کے ساتھ اس قدر عمدہ سلوک کیا کہ ہر ایک ہمراہی آپ کا مداح اور شیدائی ہو گیا۔ قافلے کی واپسی پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کے زبانی دورانِ سفر پیش آنے والے واقعات کو بڑے غور سے سنتی ہیں کہ محمد ابن عبداللہ جب چلتے تھے تو بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ کیے رہتا اور ساتھ ساتھ چلتا، سوکھے درخت کے نیچے ٹھہر جاتے تو وہ درخت ہرا بھرا ہو جاتا، عجیب وغریب واقعات سن کر بیساختہ کہہ اٹھتی ہیں کہ یہ ہاشمی نوجوان وہی نبی آخرالزماں ہیں جن کی آمد کی بشارتیں پیغمبروں نے دی ہیں اور کتابوں میں جن کی خوبیوں کا ذکر ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار ایک خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک چاند اُن کی آغوش میں آکر گرا تھا جس سے مکہ ہی نہیں بلکہ سارا عالم منور ہو گیا، ایک عیسائی عالم سے جب اس خواب کی تعبیر پوچھتی ہیں تو اس نے جواب دیا تھا کہ اے خدیجہ تمہیں بشارت ہو کہ عالم گیتی کے سنورنے کا وقت آگیا ہے اے عرب کی نیک خاتون وہ ہادیٔ اکبر، رسولِ اعظم اس خاکدانِ گیتی پر تشریف لا چکے ہیں جن کی برکت سے ظلم، دغا،

قریب، بیدینی ختم ہوجائے گی اور سنو تمہیں ان کی زوجیت میں داخل ہونے کا پہلا شرف حاصل ہوگا حضرت خدیجہ خواب کی تعبیر سن کر مچل اٹھتی ہیں دل کی دنیا میں انقلاب آجاتا ہے اور اپنی لونڈی نفیسہ کے ذریعہ پیغام نکاح بھیجتی ہیں اور دونوں خاندان کے اکابرین کی موجودگی میں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں حضرت خدیجہ داخل ہوجاتی ہیں۔

اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارکہ ۲۵ رسال تھی، جس طرح حضرت خدیجہ کو زوجیت کا اولین شرف حاصل ہوا ٹھیک اسی طرح داخلِ اسلام ہونے والی عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے کا شرف بھی حاصل ہوا ہجرت سے تین سال قبل، ۱۲ رمضان المبارک کو ۶۵ سال کی عمر میں آپکا وصال ہو اا ور مکہ کے قبرستان میں دفن کی گئیں۔

درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ ال سیدناو مولانا محمدوبارک وسلم علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۲) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام عائشہ۔ لقب صدیقہ، کنیت ام عبداللہ خیال رہے کہ یہ کنیت آپ نے اپنے جلیل القدر بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کے نام کی نسبت سے اختیار فرمایا کیونکہ آپکی کوئی اولاد نہ تھی اور اس زمانے میں کنیت عربوں میں شرافت کا نشان سمجھا جاتا تھا آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی خواہش پر اس نام کی کنیت تجویز فرمائی۔

حضرت عائشہ یارِ غارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاہزادی تھیں والدہ کا نام ام رومان بنت عامر تھا آپکی ولادت بعثت سے چار سال بعد ماہ شوال میں ہوئی بچپن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے سایۂ پدری میں گذارا۔ شروع ہی سے ذہین اور ہوشمند تھیں۔ بچپن میں ایک مرتبہ آپ گڑیوں سے کھیل رہی تھیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب سے گذرے حضرت عائشہ کے گڑیوں میں ایک پردار گھوڑا تھا سرکار نے ارشاد فرمایا عائشہ یہ کیا ہے جواب دیا گھوڑا ہے حضور نے فرمایا گھوڑوں کے پر کہاں ہوتے ہیں آپ نے برجستہ جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلیمان علیہ

السلام کے گھوڑوں کے پر تھے پیارے آقا مسکرانے لگے اور آپ کی عقل وہوش کی تعریف کرنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد خولہ بنت حکیم کی تحریک پر سرکار نے ابوبکر صدیق کو عائشہ کے لئے پیغام نکاح بھیجا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اس سے بڑھکر خوشی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ان کی باحیا عفت شعار صاحبزادی دونوں عالم کے تاجدار کے نکاح میں داخل ہو۔ فوراً راضی ہو گئے۔ چھ سال کی عمر میں ہجرت سے تین سال قبل ماہِ شوال میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نکاح میں آئیں حضرت ابوبکر نے خود ہی نکاح پڑھایا اور پانچ سو درہم حق مہر مقرر فرمایا۔ یہ نکاح بڑی سادگی کے ساتھ ہوا حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب میرا نکاح ہوا تو میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی مجھے اس نکاح کا حال تک معلوم نہ ہو سکا یہاں تک کہ میری والدہ نے مجھے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگادی۔

نکاح کے تین سال بعد ہجرت کا واقعہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر سرکار اور صدیق اکبر نے زید بن حارثہ، ابورافع اور عبداللہ بن اریقط کو اپنے اہل وعیال کو لانے کیلئے مکہ بھیجا جن کے ہمراہ دونوں خاندان کے افراد مدینہ پہنچ گئے مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ محلہ بنو حارث میں اپنے والد محترم کے گھر اتریں ان دنوں مدینہ کی آب وہوا میں ترشی تھی جو مہاجرین کے مزاج کے موافق نہ آئی کئی صحابہ بیمار ہو گئے یہاں تک کہ صدیق اکبر سخت بیمار ہو گئے چنانچہ ان کی صحت یابی کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ خود بیمار ہو گئیں مرض کا حملہ اس قدر سخت تھا کہ سر کے بال گر گئے، جب صحت بحال ہوئی تو ایک دن صدیق اکبر نے حضرت عائشہ کی رخصتی کا تذکرہ سرکار دوعالم سے کیا جسے حضور نے منظور فرمالیا اور شوال ا ہجری میں حضرت عائشہ کی رخصتی عمل میں آئی اس وقت انکی عمر ۹ ریا ۱۲ سال کی تھی۔ حضرت عائشہ صبر و رضا کی پیکر تھیں بڑی باہمت وشجاعت والی تھیں میدانِ جنگ میں ام سلیم کے ساتھ دوڑ دوڑ کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ بچپن کے دنوں کی ساری باتیں یاد تھیں۔ صبر واستقامت کا یہ عالم تھا کہ واقعۂ افک سے دل برداشتہ ہونے کے باوجود صبر و رضا کے ساتھ گوشہ نشین ہو گئیں۔ واقعۂ افک میں بہتان والزام تراشی میں شامل ہونے والے بعض حضرات صحابہ میں سے تھے جن میں حضرت حسان بن ثابت بھی منافقوں کی منافقت کے شکار ہو گئے مگر

یہ کہہ کر درگذر فرمایا کہ حسان بن ثابت رسول اللہ کی طرف سے مشرکین کو جواب دیتے تھے یہ شاعر دربار رسول محترم ہیں واقعۂ افک کچھ اس طرح ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق کے سفر سے واپسی پر مجاہدین کے قافلے نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا حضرت عائشہ قضائے حاجت کیلئے دور نکل گئیں نہ جانے کیسے ان کے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور یہ ہار اپنی بہن اسماء سے مانگ کر لائی تھیں ہار کے گم ہونے سے پریشان ہوگئیں اور تلاش کرنے کی غرض سے اسی طرف پلٹ گئیں لیکن جب ہار تلاش کر کے واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا بہت گھبرائیں اور چادر مبارکہ اوڑھ کر وہیں ٹھہر گئیں۔

حضرت صفوان بن معطل نامی صحابی ضروری انتظامات کی غرض سے پیچھے رہ گئے تھے حضرت عائشہ انہیں کے ہمراہ دوپہر کے وقت قافلے میں پہنچتی ہیں۔رسوائے زمانہ منافق عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ مشہور کر دیا کہ سیدہ عائشہ معاذ اللہ باعصمت نہ رہیں۔ناحق کی اس رسوائی اور بدنامی سے بیمار ہوگئیں رب قدیر نے حضرت عائشہ کے متعلق آیتِ برأت کا نزول فرمایا، کہ جب تم نے یہ سنا تو مومن مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے کہ یہ کھلا بہتان ہے (پ ۱۸ ،النور آیت ۱۲) اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد منافقوں کے منہ سیاہ ہوگئے جو مسلمان غلط فہمی کا شکار ہوئے تھے سخت شرمندہ ہوئے اور عاجزی وانکساری سے اپنی خطاؤں کی تلافی چاہی حضرت عائشہ کا سر فخر سے بلند ہوگیا رب کے حضور سر بسجود ہوگئیں سرکار دوعالم کے وصال کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی اس طرح ۴۸ سال تک بعد وصالِ مصطفیٰ زندہ رہیں ۱۷ ار رمضان المبارک ۵۸ھ میں بعمر ۶۳ سال وصال ہوا سب سے زیادہ احادیث آپ سے مروی ہے مشکل سے مشکل ترین مسائل کے حل کے لئے صحابۂ کرام حاضر ہوتے اور آپ اسے حل فرماتی تھیں اللہ تعالیٰ ہماری قوم کی عورتوں کو حضرت عائشہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین (صلی اللہ علیہ وسلم ،رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

درود شریف پڑھئے۔اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی ال سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم علیه صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

(۳) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام فاطمہ" لقب زہراء، وبتول" ہے سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی

صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی لیکن سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی تو پیدا ہوئیں یا اعلانِ نبوت سے ایک سال قبل یا اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے اور خانۂ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔

مشہور روایت کے مطابق ۱۸ سال اور بعض روایتوں کے مطابق ساڑھے پندرہ سال کی عمر ۲ھ میں ان کا نکاح شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا اور آپ کی مہر جس پر نکاح ہوا چار سو مثقال چاندی تھی یعنی پورے ایک سو ساٹھ روپے بھر۔

آپ کا جہیز:۔ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری اور لاڈلی بیٹی کو جو جہیز دیا وہ بان کی ایک چار پائی تھی اور چمڑے کا ایک گدا جس میں روئی کی جگہ کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک چھاگل، ایک مشک دو چکیاں اور مٹی کے دو گھڑے شادی سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ پر رہتے تھے مگر اب گھر کی ضرورت پیش آئی تو حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مکان ان کو دیدیا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے نئے گھر میں آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ دروازہ پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی پھر اندر گئے ایک برتن میں پانی منگوا کر دونوں ہاتھ اس میں ڈالا اور وہ پانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ اور بازو پر چھڑکا پھر حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر ان پر چھڑکا اور فرمایا کہ میرے خاندان میں جو شخص سب سے بہتر ہے میں نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔

آپ کی گھریلو زندگی

شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہونے کے باوجود حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کام کاج خود کرتی تھیں، جھاڑو اپنے ہاتھ سے دیتی تھیں کھانا پکاتی تھیں بلکہ چکی بھی اپنے ہاتھ سے پیستی تھیں اور مشک میں پانی بھر کر لایا کرتی تھیں جس سے ہاتھ پر چھالے اور بدن پر گھٹے پڑ گئے تھے۔ ایک بار مالِ غنیمت میں کچھ باندی وغلام آئے ہوئے تھے، آپ نے ڈرتے ڈرتے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے گھریلو کاروبار کے لئے ایک لونڈی مانگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو حضور نے فرمایا جان

پدر! بدر کے یتیم بچے تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے غلام طلب کیا تو حضور نے فرمایا بخدا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تمہیں غلام عطا کروں اور اہل صفہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رہے ہوں۔

آپ کے فضائل

حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں چند ملاحظہ فرمائیں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے تو جس شخص نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور ایک روایت میں ہے کہ ناراض کرتی ہے مجھ کو ہر وہ چیز جو فاطمہ کو ناراض کرتی ہے اور تکلیف دیتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہ کو تکلیف دیتی ہے لہٰذا جس نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا اور جن لوگوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے ریگستان میں شہید کیا۔ ان لوگوں نے بیشک حضرت فاطمہ کو اور حضور کو تکلیف دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا یا ناراض کرنا اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینا اور اسکی ناراضگی مول لینا ہے۔

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا عرش سے ندا کریگا، اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط سے گذر جائیں ۔تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کوندنے کی طرح پل صراط سے گذر جائیں گی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ کبھی آپ کو حیض نہیں آتا تھا، جب ان کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو ایک گھڑی کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ ان کی نماز قضا نہ ہوتی۔ اسی لئے اُن کا نام زہراء رکھا گیا، جب ان کا وصال ہو گیا تو حسب وصیت حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفن کیا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجہیز وتکفین میں ایک خاص قسم کی جدت کی گئی اس لئے کہ اس زمانہ میں رواج تھا کہ مردوں کی طرح عورتوں کا جنازہ بھی بے پردہ نکالا جاتا تھا مگر

حضرت سیدہ کے مزاج اقدس میں چونکہ انتہائی شرم وحیا تھی اس لئے انھوں نے وفات سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کھلے ہوئے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جسے میں ناپسند کرتی ہوں توانہوں نے لکڑیوں کا ایک گہوارہ بنایا جسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئیں عورتوں کے جنازہ پر آجکل جو پردہ لگانے کا دستور ہے اس کی ابتدا آپ ہی سے ہوئی۔ آپکا وصال ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ بروز منگل کی رات میں ہوا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع شریف میں مدفون ہوئیں۔ خدا ان کی تربت پر رحمت ونور کے پھول برسائے۔

درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ ال سیدناومولانا محمدوبارک وسلم علیہ صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۴) ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ چشم حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عابدہ، زاہدہ، قاریہ، ادیبہ، صاف گو، خاتون تھیں غزوۂ بدر میں آپ کے سات رشتہ دار شریک ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں سے صرف حفصہ ہی ایک ایسی خوش نصیب خاتون تھیں جو کبھی کبھار میرے مقابلے میں آجاتی تھیں سیدنا فاروق اعظم کی تربیت میں پل کر جوان ہونے والی قابل صد احترام خاتون کی زندگی کا تذکرہ مسلم خواتین کے لئے ایک روشن اور جگمگاتی شمع کی طرح ہے جس سے ہر خاتون تاریک ماحول میں بھی صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے قابل ہوسکتی ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے گھر میں اسلامی ماحول کی چمک دیکھی اپنے ابا جان کو اسلام کا پرچار کرتے دیکھا، چچا، ماموں، پھوپھی سبھی لوگ اسلامی رنگ میں رنگے جاچکے تھے جب یہ جوان ہوئیں تو ان کا نکاح خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردیا گیا جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرچکے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد دربارِ رسالت سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرجانے کا حکم ملا حضرت حفصہ اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت

کی سعادت حاصل کرتی ہیں مدینہ منورہ میں رفاعہ بن عبدالمنذ رمیاں بیوی کا استقبال کرتے ہوئے عزت واحترام کے ساتھ اپنے گھر میں ٹھہرایا بعد میں ابو عمیس انصاری کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم ہوا اور دربار رسالت کی جانب سے دونوں صحابی اس رشتے پر بہت خوش ہوئے غزوۂ بدر کے معرکہ میں حضرت حفصہ کے شوہر شدید زخمی ہو جاتے ہیں آخر کار کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت کا بلند رتبہ عطا فرمایا اور وہ اللہ کے پیارے ہو گئے حضرت حفصہ کے لئے یہ بہت بڑا صدمہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھتے ہوئے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئیں اس وقت انکی عمر صرف ۱۸ برس تھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے۔ بیٹی کے چہرے پر نیکی، تقویٰ کے روشن آثار کے ساتھ بیوگی کی کڑوی پرچھائیاں دلی پریشانی کا باعث بن رہی تھیں۔ بڑی سوچ وچار کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، آپ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میری بیٹی حفصہ سے نکاح فرمالیں، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہیں جھک گئیں کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا مجھے کچھ سوچنے کی مہلت دیجئے کچھ دن گذر جانے کے بعد دوبارہ ان سے ملے تو انہوں نے عرض کیا کہ میرا ابھی شادی کرنے کا ارادہ نہیں مایوس ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے آپ بھی مسکرا کر خاموش ہو گئے اس کے بعد درِ رسول علیہ السلام پر حاضر ہو کر صورت حال سے آگاہ کرتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "عمر گھبراؤ نہیں، غم نہ کرو، پریشان نہ ہو، حفصہ سے شادی وہ کریگا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کی شادی اس سے ہوگی جو حفصہ سے بہتر ہے۔ شاہِ امم کی زبانِ مبارک سے یہ بات سن کر فاروق اعظم خوش بھی ہوئے اور حیران بھی الغرض کچھ عرصے کے بعد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حفصہ سے شادی کی خواہش کا اظہار فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوشی سے جھوم اٹھے کہ میری بیٹی مصطفیٰ کے آنگن کی رونق بنے گی چنانچہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ۳ ہجری میں غزوۂ احد سے پہلے نکاح میں داخل فرمالیا، اس وقت حضرت حفصہ کی عمر تقریباً ۲۰ سال تھی حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو یہ کہتے ہوئے رخصت کیا جا اپنے سرتاج کے گھر جو دونوں عالم کا تاجدار ہے بیٹا تیرے تو بھاگ جاگ اٹھے تو بڑی خوش قسمت ہے، تیرے نصیب اچھے ہیں سدا خوش رہو، آباد رہو، تیرے آنگن میں خوشیوں کے پھول ہمیشہ کھلے رہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنیں بننے کے بعد علم دین حاصل کرنے کی طرف راغب ہوئیں، قرآن حکیم کی جو آیات وحی کے ذریعے نازل ہوتیں انہیں سن کر زبانی یاد کرلیتیں حضور کے زبانِ اقدس سے جو الفاظ نکلتے انہیں پوری توجہ سے سنتیں اور دل میں محفوظ کرلیتیں اکثر و بیشتر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی، شرعی سوالات کرتیں آپ گفتگو میں بڑی تیز تھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام مبشر رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک روز میں حضرت حفصہ کے پاس بیٹھی تھی، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان میں حصہ لیا ہے وہ سب جنتی ہیں ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائیگا۔

حضرت حفصہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ یہ سن کر غصے میں آگئے اور حضرت حفصہ کو ڈانٹ دیا، حضرت حفصہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ سرکار نے قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو حضرت حفصہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ جن کے ساتھ تو اس طرح کے سوالات کرتی ہے وہ اللہ کے محبوب او رمقبول پیغمبر ہیں ہمیشہ ادب و احترام، اطاعت گذاری اور سلیقہ شعاری کو ملحوظ خاطر رکھنا اس تنبیہ کے بعد کبھی شکایت کا موقع نہ ملا ام المومنیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ۴۱ ہجری کو ۵۹ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا وفات کے وقت بھی ان کا روزہ تھا نماز جنازہ مدینے کے گورنر مروان بن حکم نے پڑھائی اور جنت البقیع میں سپرد خاک ہوئیں۔

درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ ال سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم علیہ صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۵) حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے جزیرۂ عرب کے علاقہ سراۃ میں پرورش پائی باپ کا نام عامر تھا جوان ہوئیں تو اپنے قبیلے کے نوجوان عبداللہ بن حارث سے شادی ہوئی۔ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام طفیل بن عبداللہ رکھا گیا۔عبداللہ بن حارث نے مکہ معظمہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ یہاں آباد ہوکر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیف بن گئے تھوڑے ہی عرصے کے بعد انتقال ہوگیا۔ بیوی اور بیٹا بے یارو مددگار ہو گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان نازک حالات کو دیکھتے ہوئے ام رومان سے شادی کرلی تو ماں بیٹے کے خوشحالی کے دن لوٹ آئے اپنے گھر کے آنگن میں زندگی کے دن آرام سے گذرنے لگے انہیں کے بطن سے حضرت عبدالرحمٰن وحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ حضرت ام رومان نے بالکل ابتدائی مرحلے ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا ان کے اسلام لانے کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوکر اپنے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو قدم رکھتے ہی اپنی بیوی ام رومان رضی اللہ عنہا کو صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے اسلام کی دعوت دی جسے سنتے ہی اس طرح قبول کرتی ہیں جیسے پہلے ہی سے یہ سعادت دارین حاصل کرنے کیلئے تیار بیٹھی ہوں، ام رومان رضی اللہ عنہا کو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن (ساس) ہونے کا شرف حاصل ہوا جسے وہ اپنے لئے سب سے بڑا اعزاز سمجھتی تھیں، صبر وتحمل کا پیکر ہونے کے باوجود جب کسی مسلمان پر کفاران مکہ کو ظلم ڈھاتے دیکھتیں تو تڑپ اٹھتیں لیکن اپنے عظیم شوہر یارِ غارِ مصطفیٰ کو دیکھتیں کہ وہ فرزندانِ توحید کے لئے ایثار وقربانی کی قابل رشک مثال قایم کررہے ہیں تو دل کو تسلی ہوجاتی۔

زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذارتیں اپنے شوہر کی اسلام کے لئے خدمات دیکھ کر دلی اطمینان کا اظہار کرتیں، جب آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور سفر کی تیاری کا حکم دیا تو انہوں نے زادِ سفر کے لئے گھر میں جو نقدی موجود تھی وہ ساتھ لے لی بیوی بچے اور بوڑھے باپ کو اللہ کے سپرد کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اندیکھی

منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت ام رومان کے لئے یہ بڑے سخت دن تھے، خاوند کی جدائی، گھریلو اخراجات کے لئے مالی تنگی مگر ان سب کے باوجود ان کے دل میں صرف یہی تمنا تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاوند امن وسلامتی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد زید بن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہما کو بھیجا تا کہ اہل خانہ کو لے آئیں حضرت ام رومان اور ان کی لاڈلی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں راستے میں اونٹ نے بے قابو ہو کر اچھلنا کودنا شروع کر دیا حضرت ام رومان صورت حال دیکھ کر بہت زیادہ گھبرا گئیں انہیں اپنی جان کی پرواہ نہ تھی اگر فکر تھی تو سیدہ عائشہ صدیقہ کی چنانچہ اپنی پیاری بیٹی کی بلائیں لیتے ہوئے ہائے میری پیاری بیٹی ہائے پیاری دلہن جیسے الفاظ بلند آواز سے کہنے لگیں اتنے میں کسی نے آواز دی کہ اونٹ کی نکیل چھوڑ دیجئے جب اونٹ کی نکیل چھوڑ دی تو سکون سے کھڑا ہو گیا اور ماں بیٹی خطرے سے بچ گئیں۔

مدینہ منورہ پہنچ کر اس گھر میں قیام کیا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ کے لئے تیار کیا تھا حضرت عائشہ صدیقہ کی رخصتی غزوۂ بدر کے بعد ماہِ شوال میں اسی گھر سے ہوئی حضرت ام رومان نے اپنی لاڈلی بیٹی کے ام المؤمنین کا اعزاز حاصل کرنے پر انتہائی مسرت وشادمانی کا اظہار کیا۔ اس سے بڑھ کر والدین کے لئے اور کیا سرفرازی ہو سکتی ہے کہ ان کی بیٹی کو کاشانۂ نبوت کی شمع فروزاں بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت ام رومان عبادت گذار، شب زندہ دار، صائم النہار، بااخلاق وحوصلہ مند خاتون تھیں۔ نماز بہت دل لگا کر خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں خود ہی فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نماز پڑھ رہی تھی، کہ میرے سرتاج گھر تشریف لائے مجھے نماز کی حالت میں دیکھ کر فرمایا "نماز کے دوران جسم پُرسکون رہنا چاہئے جسم کا پرسکون رہنا نماز کے تکمیل کا باعث بنتا ہے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کا انتہائی درجہ احترام کیا کرتے تھے۔ حضرت ام رومان بھی رسول پاک کی خوشی کو حد درجہ مقدم رکھتیں حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ۶ ہجری کو وفات پا گئیں ان کی قبر میں رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم خود اترے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی، بلاشبہ ام رومان کے

لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا۔
اگر کوئی شخص جنت کی حور کو دیکھنا چاہتا ہو تو وہ ام رومان کو دیکھ لے اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت و نور کی برسات فرمائے۔ (آمین)
درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ ال سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم علیہ صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۶) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہجرت سے ۲۷ رسال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک صرف ۲۱ رسال کی تھی۔ والدہ کا نام قتیلہ بنت عزیٰ تھا جن سے زمانۂ جاہلیت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور ان سے اسماء اور عبداللہ پیدا ہوئے، ظہور اسلام سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی تھی۔ ایک عرصہ تک وہ کفر وشرک میں مبتلا رہیں لیکن فتح مکہ کے بعد اسلام کی دولتِ لازوال سے مالا مال ہوگئیں حضرت اسماء اپنے ابا جان کی تحریک پر دامن اسلام میں داخل ہوئیں آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہر نسبتی (سالی) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی بہن، صحابیٔ رسول حضرت ابوقحافہ کی پوتی، حواریٔ رسول اور زبانِ رسالت سے جنت کی بشارت پانے والے صحابی زبیر بن عوام کی شریک حیات اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ ماجدہ ہیں (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) حضرت اسماء سفر ہجرت کی رازداں اور سفرِ ہجرت کے لئے زادِ راہ تیار کرنے والی وہ خوش نصیب صحابیہ ہیں جن کے لئے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جنتی ہونے کی بشارت دی، دین ودانش، عقل وفہم، جرأت وہمت، جود وسخا میں اپنی مثال آپ تھیں، شجاعت وبہادری کا یہ عالم تھا کہ رات کی تاریکی میں اکیلی غار ثور میں کھانا پہنچاتیں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر ہجرت کے دوران حفاظتی اقدامات اختیار کرتے ہوئے ٹھہرے تھے، قریش مکہ نے بہت تلاش کیا پکڑ کر لانے والے کے لئے بھاری انعامات کا اعلان کیا لیکن کہیں سراغ نہ ملا۔ خوب تلاش کرنے کے بعد ابوجہل لعین غیظ وغضب کے عالم میں حضرت صدیق اکبر کے گھر آیا، حضرت اسماء سے پوچھا

تمہارا باپ کہاں ہے فرماتی ہیں مجھے کیا معلوم ظالم ابوجہل نے ایک زوردار طمانچہ منھ پر رسید کیا جس کی وجہ سے کان کی بالی نیچے گرگئی، ابوجہل کے ظلم وستم کو پورے صبروتحمل کے ساتھ برداشت کرلیا۔ لیکن راز کو چھپائے رکھا، آپکا لقب ذات النطاقین ہے، زادِ سفر کے تھیلے کو باندھنے کے لئے جب کچھ نہ مل سکا تو آپ نے اپنے کمر بند کے دو حصے کئے ایک حصے سے زادِ سفر کے تھیلے کا منھ باندھ دیا۔ نطاق عربی لفظ ہے اس کا معنیٰ کمر بند ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا یہ خلوص اور جذبہ دیکھ کر ارشاد فرمایا اے اسماء یقیناً تجھے جنت میں اس کے بدلے دو کمر بند عطا کئے جائیں گے، جب حضرت اسماء کا نکاح حضرت زبیر بن عوام سے ہوا تو ان کے پاس رہنے کے لئے ایک گھر ایک تلوار اور ایک گھوڑا تھا گھوڑے کی دیکھ بھال کرنا اور اسے چارہ کھلانا، انہیں کے ذمے تھا۔

حکمت ودانائی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفرِ ہجرت پر روانہ ہوگئے تو دادا جان حضرت ابوقحافہ جن کی بینائی بڑھاپے کی وجہ سے ختم ہوچکی تھی انہیں پتہ چلا کہ میرا بیٹا داغِ جدائی دے گیا تو بہت افسردہ ہوئے حضرت اسماء سے پوچھا کہ اخراجات کے لئے کچھ دے گئے ہیں؟ عرض کرتی ہیں کہ گھر میں پانچ چھ ہزار دینار تھے جسے ابا جان ساتھ لیکر چلے گئے ہیں لیکن آپ فکر بالکل نہ کریں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا گھر میں سب کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے چونکہ وہ نابینا تھے حضرت اسماء یہ تدبیر اختیار کرتی ہیں کہ گھر میں ایک گڑھا کھود کر اس میں دینار کے برابر کی ٹھیکریاں بنا کر رکھ دیں اور اوپر ایک کپڑا ڈال کر ڈھک دیا پھر دادا جان کا ہاتھ پکڑ کر کہا چلئے آپ اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھ لیجئے کہ گھر میں کتنے دینار ہیں چنانچہ جب ہاتھ پھیرا تو انہیں محسوس ہوا کی بہت سارے دینار رکھے ہوئے ہیں اور خوش ہوکر کہنے لگے کہ میرے بیٹے نے بڑی عقلمندی اور ہمدردی کا ثبوت دیا ہے حالانکہ گھر میں ایک پھوٹی کوڑی تک نہ تھی جو کچھ تھا حضرت ابوبکر راہِ خدا میں لٹانے کے لئے اپنے ساتھ لیکر چلے گئے تھے آپکی ہمت وشجاعت اور صبر ورضا کی ایک کہانی اور سنئے۔

آپ کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ منتقل ہونے کے بعد جب بنوامیہ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور اپنی خلافت کا اعلان فرمایا

چونکہ آپ صاحب علم وفضل تھے سارے لوگ آپ کی شجاعت و جوانمردی کے قائل تھے اس لئے بے چون وچرا اکثریت نے آپ کی خلافت کو قبول کرلیا، لیکن جب عبدالملک بن مروان تخت نشین ہوا تو اس نے بعض صوبوں پر قبضہ جمالیا اور حجاج بن یوسف جیسے ظالم، خونخوار کو اپنا نمائندہ بنا کر حجاز کی طرف بھیجا، حجاج نے شاہی فوجوں کی قیادت کرتے ہوئے مکہ معظمہ کا محاصرہ کرلیا، خونریز جنگ شروع ہوگئی، حضرت عبداللہ بن زبیر اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آئے سلام عرض کی، حال پوچھا فرمایا بیٹا بیمار ہوں عرض کی اماں جان مرنے کے بعد آرام میسر ہوتا ہے حضرت اسماء اپنے لاڈلے بیٹے کی بات پر مسکرادیتی ہیں اور کہتی ہیں میرے لال جیتے رہو! کیا میری موت کی تمنا ہے؟ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی میں اب تمہارا انجام دیکھنا چاہتی ہوں اگر تمہیں شہادت نصیب ہوگی تو میں صبر کروں گی اور اگر دشمن پر غالب آگئے تو خوشیوں کا اظہار کروں گی پھر کیا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حجاج کے لشکر پر ٹوٹ پڑتے ہیں لیکن حجاج کے فوجی زیادہ تھے، ان کی تلواریں زہروں میں بجھی ہوئی تھیں ان کے نیزوں کے پھل تازہ تھے، ان کی کمانیں دور تک تیر پھینکنے والی تھیں حضرت عبداللہ بن زبیر کے فوجی حجاج کے تیز حملوں کا دفاع نہ کرسکے اور پیچھے واپس ہونے لگے حضرت عبداللہ بن زبیر صورت حال کو دیکھ کر اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں عرض کرتے ہیں اماں جان کیا حکم ہے؟ کیا ہتھیار پھینک دوں؟ ارشاد فرمایا عبداللہ تم حق پر ہو جان کی پرواہ نہ کرو کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ یہ لوگ قتل کرکے میرے جسم کے ٹکڑے کرڈالیں گے فرمایا بیٹا بکری جب ذبح ہوجاتی ہے تو اس کی کھال اُترنے سے اُسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی جاؤ اور جاکر حق کی سربلندی کے لئے قربان ہوجاؤ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر واپس پلٹ کر پورے جوش و جذبہ کے ساتھ دشمنوں پر یلغار کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمالیتے ہیں۔ ظالم حجاج بن یوسف نے ان کی لاش کو سولی پر الٹا لٹکادیا تیسرے دن حضرت اسماء اپنے مظلوم شہید بیٹے کی لاش دیکھنے آئیں کنیز کے تعاون سے لاش کو ہاتھ لگایا اور آہ بھرتے ہوئے کہا میرے لاڈلے سوار کا ابھی گھوڑے سے اُترنے کا وقت نہیں

آیا؟ مختصر یہ کہ بڑے صبر واستقلال سے اس صدمے کو برداشت کرلیا حجاج بن یوسف نے دیکھا کہ عبداللہ بن زبیر کی والدہ لاش کے پاس کھڑی ہیں آدمی بھیج کر بلوایا، آپ نے انکار کردیا تیسری مرتبہ خود ہی آیا مگر آپ نہایت ہی بیباکی کے ساتھ حدیث پاک پڑھتی ہیں کہ اے حجاج! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ بنوثقیف میں ایک جھوٹا اور ظالم پیدا ہوگا تو وہ آج میں تیری شکل میں دیکھ رہی ہوں تو نے میرے بیٹے کا دنیا بگاڑا ہے مگر تیری آخرت برباد ہو چکی ہے میں تیرے وجود کو خدا کی اس زمین پر بوجھ اور منحوس سمجھتی ہوں، حجاج ان کلمات کو سن کر واپس مڑا اور چلا گیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سو سال کی عمر پا کر ۷۳ ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں خدا ان کے صدقے میں قوم مسلم کی عورتوں کی بخشش فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

درود شریف پڑھیے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ ال سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم علیه صلوٰة وسلاماً علیک یارسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

(۷) حضرت سمیہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

جن سات افراد نے سب سے پہلے نورِ اسلام سے اپنے دلوں کو منور کیا ان میں ایک نام حضرت سمیہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کا بھی آتا ہے یہ حضرت حذیفہ کی کنیز تھیں یمن سے آنے والے یاسر پر شفقت و ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سمیہ کی شادی یاسر کے ساتھ کردی اور حضرت حذیفہ نے انہیں اپنی غلامی سے آزاد کردیا حضرت سمیہ بڑی نیک اور سلیقہ مند صحابیہ تھیں۔

قریش مکہ نے اسلام لانے والوں پر طرح طرح کے ظلم وستم ڈھائے اور انہیں اسلام سے دور کرنے کی کوشش کرتے لیکن فرزندانِ اسلام ہر جفا و ہر ستم کو برداشت کرتے، کفاران مکہ کے ظلم وستم کی چکی میں پسے جانے والوں میں حضرت سمیہ اور ان کے شوہر یاسر اور بیٹا عمار بھی شامل تھے، ایک بار دو بار نہیں کئی مرتبہ قریش مکہ نے انہیں تختۂ مشق بنایا مگر ہر بار ناکامی ہوئی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بازار سے گذر رہے تھے دیکھا کہ قریش تینوں حضرات کو بے تحاشہ مار رہے ہیں، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا اے آلِ یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔

ابوجہل لعین نے جو اس امت کا فرعون گذرا ہے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو دردناک سزادی لیکن واہ رے سمیہ تیرے عزم وحوصلہ کو لاکھوں کروڑوں سلام، پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی چٹان کی طرح مضبوط رہیں ابوجہل نے بہت کوشش کی کہ سمیہ دین اسلام سے الگ ہو جائے بتوں کی پوجا شروع کردے لیکن اسے ہر بار مایوسی ہوئی ہر بار انہوں نے ابوجہل کی بات ماننے سے صاف صاف انکار کر دیا ابوجہل نے غضبناک ہوکر دو اونٹ منگوائے دونوں کو دوسمتوں میں کھڑا کر دیا اور حضرت سمیہ کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کے پاؤں میں دوسری ٹانگ کو دوسرے اونٹ کے پاؤں سے باندھ کر کہنے لگا سمیہ اب بھی سویرا ہے، دامن اسلام کو چھوڑ دے ورنہ اپنے انجام کو دیکھ لے حضرت سمیہ فرماتی ہیں او ذلیل انسان تو اسلام کی چاشنی اور خدائے واحد کی بندگی کی لذتوں سے آشنا نہیں تجھے جو کرنا ہے کرلے کہ دیدار الٰہی کا وقت قریب آگیا ہے اس سے بڑھکر میرے لئے اور سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ زمین وآسمان پیدا کرنے والے کے نام لینے کے جرم میں مجھے دردناک عذاب دیا جارہا ہے چنانچہ اس بدبخت کے حکم سے اونٹوں کو دوسمتوں میں دوڑادیا گیا اور خود ابوجہل نے حضرت سمیہ کے دل پر زور سے نیزہ مارا کہ جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے اور تاریخ اسلام نے اپنے سینے پر اسلام کی پہلی شہید خاتون کا نام محفوظ کرلیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل میں ان کی قبروں پر رحمت کی برکھا برسائے اور ان کے طفیل ہم سب کے گناہوں کو بخش دے۔ (آمین)

درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ ال سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم علیہ صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۸) حضرت ام سُلیم انصاریہ بنت ملحان رضی اللہ عنہا

جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ، رشتہ میں دونوں عالم کے تاجدار نائب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ صحابی رسول حضرت حرام بن ملحان کی بہن جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں بڑی ہمت وجرأت کا مظاہرہ کیا جن کے خاوند مالک بن نضر نے ہزار جتن کئے کہ میری بیوی اسلام چھوڑ دے لیکن ایسا نہ ہو سکا، حالات ناموافق ہونے کے باوجود اپنے بیٹے انس بن مالک کو کلمۂ حق کی

تلقین کرتے ہوئے اسلام میں داخل ہونے کی رغبت دلاتی رہیں یہاں تک کہ اپنے اس مشن میں کامیاب ہوگئیں، جب خاوند نے کہا تو بے دین ہوگئی تو جواب دیا تم جاہل اور گنوار ہو، بے دین ہو، میں نے تو سچا مذہب قبول کر کے سعادت دارین حاصل کر لی ہے شوہر نے کہا تو میرے بیٹے کو خراب اور بے دین کر رہی ہے آپ نے جواب دیا اسے بے دینی اور خرابی کا نام دے کر میرے مذہب کا مذاق نہ اڑاؤ میں نے تو اپنے بیٹے کو سیدھی راہ کا پتہ بتادیا ہے جہاں خیر ہی خیر ہے، اتنی خوبیوں کی مالک جنتی نیک بخت خاتون کا نام ہے حضرت ام سلیم انصاریہ بنت ملحان رضی اللہ عنہا، انصاری عورتیں رملہ اور سہلہ کے نام سے پکارتی تھیں، لیکن ام سُلیم کنیت ناموں پر غالب آگئی اور تاریخ اسلام نے اسی مبارک نام سے ان کا تذکرۂ جمیل کیا ہے۔

خاوند جو دنیائے کفر میں تھا ناراض ہو کر ملک شام چلا گیا تو ام سُلیم نے اپنے بیٹے انس بن مالک کو درِ مصطفیٰ پر بھیج کر دعا کی درخواست کی کہ میرے بیٹے کو زیادہ علم اور زیادہ مال و دولت عطا ہو اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بیٹے کو سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا، پہلے خاوند مالک بن نضر کے انتقال ہو جانے کے بعد مالدار خوبرو، کڑیل جوان ابوطلحہ نے نکاح کا پیغام بھیجا ابوطلحہ اپنے قبیلے کے سردار تھے لیکن ابھی دولتِ ایمان سے محروم تھے ام سُلیم نے جواب دیا میں مسلمان ہوں اور تم کافر ہو بتوں کی پوجا کرتے ہو تم کیسے انسان ہو اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مورتیوں کی پوجا کرتے ہو اور کبھی زمین سے اُگے ہوئے درختوں کی، کبھی تم نے سوچا بھی کہ بے جان مورتیاں گھاس، پودے، جو خود مجبور ہیں تمہاری مشکل میں مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ اُم سُلیم کی حکیمانہ باتیں سن کر ابوطلحہ لاجواب ہو گئے لیکن ام سُلیم کی سلیقہ شعاری اور مہر و وفا کی داستانیں جو سن رکھے تھے اس کی وجہ سے ام سُلیم کو حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنے لگے آخر کار دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک دن ابوطلحہ نے پھر پیغام نکاح پیش کر دیا، ام سُلیم نے فرمایا کہ اے ابوطلحہ تمہارے اس پیغام کو قبول کرنے میں جو مجبوری تھی اس سے تمہیں آگاہ کر دیا ہے میرا رشتہ ناطہ اسلام سے ہے اور میری زندگی اسلام کے نام پر قربان ہے تم ابھی کفر کے اندھیرے میں ہو تمہارا راستہ گمراہیت کا ہے جہاں لمحہ لمحہ مایوسی اور انجام جہنم ہے اس لئے مجھے تمہارے ساتھ رشتۂ نکاح منظور نہیں ہے، ابوطلحہ نے کہا ام سلیم اگر میں اس نعمت سے

اپنی خالی جھولی بھرلوں اور اپنی زندگی اسلام کے سانچے میں ڈھال لوں تو؟ ام سُلیم نے جواب دیا یہی میری مرضی اور یہی خواہش ہے اگر تم اس ابدی سعادت کو حاصل کرلو گے تو تمہاری پیشکش بخوشی قبول کرلوں گی بلکہ تمہارے اسلام لانے ہی کو اپنا مہر تسلیم کرلوں گی اس لئے کہ درہم و دینار سے کہیں افضل میرے لئے تمہارا اسلام قبول کرنا ہوگا۔ ابوطلحہ انتہائی سعادت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ام سُلیم نے اپنے بیٹے انس بن مالک سے کہا کہ ابوطلحہ سے میرے نکاح کا اہتمام کرو چنانچہ ایک سادہ تقریب میں ابوطلحہ کے ساتھ ام سُلیم کا نکاح ہو جاتا ہے اور زندگی حیرت انگیز طور پر خوشگوار ہو جاتی ہے ابوطلحہ کا بیان ہے ام سُلیم سے شادی ہو جانے کے بعد ہر روز عید اور ہر شب برأت کی طرح گذرنے لگے اور یہ تبدیلی صرف اس مہر کی برکت سے ہوئی جو ام سُلیم نے اپنے لئے مقرر کیا تھا۔

ابوطلحہ سے نکاح کے بعد ام سُلیم کے بطن سے پہلا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عمیر تھا کچھ عرصے کے بعد ابوعمیر بیمار رہنے لگا اور بخار اتنی شدت اختیار کر گیا کہ ابوعمیر کا انتقال ہو گیا ابوطلحہ اس وقت باہر تھے انہیں خبر نہ ہو سکی ام سُلیم صبر و رضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر لیتی ہیں اور کسی کو بھی اپنے بیٹے کے انتقال کی خبر نہ ہونے دی ابو طلحہ جب گھر واپس آئے تو پوچھا بیٹے کا کیا حال ہے؟ بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ پہلے سے زیادہ آرام میں ہے اس کے بعد ابوطلحہ کے ساتھ بڑے سکون سے کھانا تناول کیا اور روزانہ سے زیادہ زیب و زینت (میکپ) کر کے ماحول کو خوش گوار بنایا اور فریضۂ ازدواجیت سے فراغت حاصل کی جب رات زیادہ گذر گئی تو ام سلیم نے ابوطلحہ سے عرض کی کہ اگر تمہارے پاس کسی کی امانت رکھی ہو اور وہ شخص اپنی امانت واپس مانگے تو کیا اسے امانت واپس کر دینی چاہئے؟ فرمایا ہاں اے ام سلیم یہ اس کا حق ہے اسے بخوشی واپس لوٹا دینا چاہئے ام سلیم ابوطلحہ کو ساتھ لیکر اس جگہ آتی ہیں جہاں ان کا بیٹا ابدی نیند سویا ہوا تھا، چہرے سے چادر ہٹائی اور لرزتی ہوئی آواز میں کہا یہ ہمارے پاس اللہ کی امانت تھی جو اس نے واپس لے لی ہے، ابوطلحہ یہ ماحول اور منظر دیکھ کر کانپ اٹھتے ہیں اور لرزتی ہوئی آواز میں کہتے ہیں کہ تو نے مجھے گھر میں داخل ہوتے ہی کیوں نہیں بتایا؟ صبح کو بارگاہِ رسول میں حاضر ہوئے غیب کی خبریں بتانے والے سرکار صلی

اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے رات کے کارنامے سے بہت خوش ہے، پھر میاں بیوی کے حق میں دعاء کی جس کی برکت سے خوبصورت بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ رکھا عبداللہ جب جوان ہوئے شادی ہوئی تو ان سے سات بیٹے پیدا ہوئے جو سب کے سب حافظ قرآن ہوئے۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے گھر تشریف لائے بستر پر آرام فرمانے لگے گرمی کا موسم تھا آپ کا پسینۂ مبارک بہہ رہا تھا حضرت ام سلیم اسے ایک برتن میں جمع کرلیتی ہیں جب سرکار نے پوچھا اے ام سلیم اسے کیا کروگی؟ جواب دیا اے میرے آقا بطور تبرک استعمال کروں گی آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم اچھا کام کررہی ہو اس پسینے میں اتنی خوشبو تھی کہ دلہنوں کو سجانے میں عطر کی جگہ اسی کو استعمال کرتی تھیں اسی کی ترجمانی بریلی کے امام مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں فرماتے ہیں

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

مرنے سے پہلے وصیت کرتی ہیں کہ جس پانی سے مجھے غسل دیا جائے اس میں اس پسینے کے چند قطرے ملا لئے جائیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ ماجدہ کے جنتی ہونے کی بشارت دی بلاشبہ یہ سعادت قابل فخر و رشک ہے پروردگار عالم ان کے طفیل میں ہم سب کو جنت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ ال سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم علیہ صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۹) حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا

شہر مدینہ میں سے انصار کے وہ حضرات جو حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دین اسلام میں داخل ہوئے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر دوسری مرتبہ بیعت کے لئے آنے والے خوش نصیب کارواں میں بہتر (۷۲) مردوں کے ساتھ دو عورتیں بھی شامل تھیں ان دو عورتوں میں ایک حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ بیعت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ واپس

لوٹیں اور خواتین اسلام کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہوگئیں ام عمارہ کی پہلی شادی زید بن عاصم مازنی سے ہوئی جس سے دولڑکے حضرت عبداللہ اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے دونوں صحابیت کے منصب سے سرفراز ہوئے، دوسری شادی غزیہ بن عمرو مازنی سے ہوئی جس سے ایک لڑکا تمیم اور ایک لڑکی خولہ پیدا ہوئے یہ پورا خاندان اسلام کی برکتوں سے مالا مال ہوا حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا بیعتِ عقبہٗ ثانیہ، غزوہٗ احد، صلح حدیبیہ، غزوہٗ حنین، جنگ یمامہ میں شریک ہوئیں، غزوہٗ احد میں پانی کا مشکیزہ اٹھائے دوڑ دوڑ کر زخمیوں کو پانی پلاتی رہیں اور ان کی مرہم پٹی کرنے کے علاوہ تلوار کے وہ جوہر دکھلاتی ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ غزوہٗ احد میں جس طرف میری نگاہ اٹھتی دائیں، بائیں ام عمارہ دکھائی پڑتی اور انہیں میرا دفاع کرتے ہوئے مسلسل تلوار چلاتے ہوئے پایا، ام عمارہ کہتی ہیں کہ غزوہٗ احد میں جب مجاہدین کمزور دکھائی دینے لگے اور بکھر گئے اس وقت میرے شوہر اور دونوں بیٹے عبداللہ اور حبیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر طرف سے حملے کا جواب دینے لگے، میرے داہنے ہاتھ میں تلوار تھی اور بائیں ہاتھ میں ڈھال تھی اگر دشمن گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی بچ کر نہ جاتا۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہٗ احد میں اپنی والدہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ دشمن پر حملہ کرو میں نے سامنے آنے والے دشمن پر پتھر سے حملہ کیا جو سیدھا اس کے گھوڑے کی آنکھ پر لگا جس سے گھوڑا تڑپ کر سوار سمیت زمین پر گر پڑا میں نے دوسرا پتھر پھینک کر اس کا کام تمام کر دیا یہ منظر دیکھ کر سرکار مسکرائے ارشاد فرمایا عبداللہ تمہاری والدہ کے کندھے سے خون بہہ رہا ہے ان کی مرہم پٹی کرو اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا ''تمہارا پورا خاندان بڑا عظیم ہے اللہ تم سب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے'' اس کے بعد دعا فرماتے ہیں۔ ''اے اللہ اس خاندان کو جنت میں میرا رفیق بنا'' سبحان اللہ یہ دعا سن کر ام عمارہ اور ان کے بیٹے مچل اٹھتے ہیں اور ان کے جوش وجذبہ میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے دشمنوں پر دیوانہ وار حملے کرنا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ عبداللہ

بن زید ایک مشرک کے ہاتھ سخت زخمی ہو جاتے ہیں خون کے فوارے جاری ہو جاتے ہیں ام عمارہ اپنے بیٹے کی مرہم پٹی کرنے کے بعد فرماتی ہیں عبداللہ اٹھو ہمت کرو اور دشمن پر حملہ کرو پھر خود ہی برہنہ تلوار لئے میدان میں کود پڑتی ہیں دیکھا سامنے وہی مشرک آ رہا ہے جس نے آپ کے بیٹے کو زخمی کیا تھا حضرت ام عمارہ نے ایک ایسا خطرناک وار کیا جس سے اس کی ٹانگ کٹ گئی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا چند مجاہدین نے اسے پکڑ لیا مگر وہ واصل جہنم ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بہادری کو دیکھ کر ارشاد فرماتے ہیں ام عمارہ تم نے کمال کر دیا اللہ کا شکر ہے کہ تجھے کامیابی ملی دشمن زیر ہوئے تیری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچی اور تو نے اپنا بدلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ غزوۂ احد میں اسلام کی اس عظیم خاتون کے جسم پر تقریباً بارہ زخم آئے جن میں کندھے کا زخم زیادہ گہرا تھا اور یہ زخم لگانے والا ابن قیمہ نامی کافر تھا آپ بیہوش ہو گئیں اور جب ہوش آیا تو سب سے پہلے پوچھا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ یہ ہے اس نیک بخت بیوی کا ایمان کہ نہ شوہر کو پوچھا نہ بیٹے کو جب معلوم ہوا کہ آپ خیریت سے ہیں اور محفوظ ہیں تو اللہ کا شکر ادا کیا اور جنگ یمامہ جو حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی اس میں بھی شریک ہو کر دادِ تحسین حاصل کرتی ہیں اس جنگ میں لڑائی کے دوران آپ کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور جسم پر گیارہ زخم آئے اور آپ کے بیٹے حبیب بن زید انصاری مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

حضرت ام عمارہ کو اپنے بازو کٹنے کا اتنا غم نہ تھا جتنی خوشی دشمنِ اسلام مسیلمہ کذاب کے قتل ہونے کی تھی۔ دوسرے بیٹے عبداللہ بن زید معرکۂ حرۃ میں شہید ہوئے یہ جنگ ۶۳ ہجری میں مدینہ منورہ کے پوربی جانب واقع سیاہ پہاڑیوں میں لڑی گئی جنگ یمامہ کے بعد حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ جذبۂ جہاد سے سرشار تھیں مگر گہرے زخموں کی وجہ سے کوشش کے باوجود کسی اور جنگ میں حصہ نہ لے سکیں اور کچھ دن زندہ رہنے کے بعد اللہ کو پیاری ہو گئیں، اللہ ان کی تربت پر رحمت و نور کے پھول برسائے۔ (آمین)

درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ ال سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم علیہ صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱۰) حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا

اللہ تعالیٰ کی محبوب اور نیک بندی حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا جس رات میں پیدا ہوئیں تو غربت کی وجہ سے نہ گھر میں تیل تھا جس سے گھر میں روشنی کی جا سکے اور ناف پر مالش کیا جا سکے اور نہ اتنا کپڑا تھا جس میں آپ کو لپیٹا جا سکتا آپ والدین کی چوتھی اولاد تھیں اسی لئے آپکا نام رابعہ رکھا گیا، والدہ عالم پریشانی میں اپنے شوہر سے کہتی ہیں جا کے کہیں پڑوس ہی سے تھوڑا سا تیل لے آیئے تا کہ گھر میں اجالا تو ہو سکے حضرت رابعہ کے والد محترم بہت اصرار کے بعد پڑوسی کے مکان پر پہنچے دروازہ پر صرف ہاتھ رکھا اور واپس آکر گھر میں کہہ دیا کہ پڑوسی دروازہ نہیں کھولتا کیونکہ آپ یہ عہد کر چکے تھے کہ اپنا ہاتھ صرف خدا کے سامنے پھیلاؤں گا اور کسی سے کچھ نہ مانگوں گا اسی پریشانی میں نیند آگئی تو مقدر کا ستارہ جگمگا اٹھا اور دونوں جہان کی نعمتیں ان کے گھر میں آگئیں کہ غریبوں کے غمگسار، بے بسوں کے بس، حاجت مندوں کے حاجت روا سرکار بطحا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بچی کی صورت میں تمہارے گھر میں بے شمار خیر و برکت کا نزول ہو چکا ہے یہ بچی بہت ہی بلند مقام حاصل کریگی اور اس کی شفاعت سے میری امت کے ہزاروں گنہگار بخش دیئے جائیں گے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بصرہ کے حاکم کے پاس کاغذ پر لکھ کر لے جاؤ کہ تو روزانہ ایک سو مرتبہ مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے اور جمعہ کی رات میں چار سو مرتبہ لیکن آج جمعہ کی جو رات گذری ہے اس میں درود پڑھنا بھول گیا، لہٰذا بطور کفارہ حامل رقعہ کو چار سو دینار دیدے صبح اٹھ کر خط تحریر کر کے دربان کے ہاتھ والی بصرہ کے پاس بھیج دیا اس نے خط پڑھتے ہی حکم دیا کہ مرحبا مرحبا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آوری کے شکرانے میں دس ہزار درہم فقیروں میں بانٹ دو اور چار سو دینار اس آدمی کو دیدو، اس کے بعد بصرہ کا حاکم تعظیماً خود آپ سے ملاقات کرنے آپ کے گھر پہنچا اور انتہائی عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ جب بھی آپ کسی چیز کی ضرورت محسوس کریں مجھے خبر بھیجوا دینا انشاء اللہ تمہاری ضروریات پوری کرتا رہوں گا، حضرت رابعہ بصریہ کے والد

ماجد چار سو دینار لے کر بازار جاتے ہیں اور ضروریات کا تمام سامان خرید لیتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصریہ نے جب ہوش سنبھالا تو والد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا اور غربت وافلاس کی وجہ سے آپکی بہنیں بھی آپ سے الگ ہو کر نہ جانے کہاں تقسیم ہوگئیں چاروں طرف نگاہ دوڑانے کے بعد اللہ کا نام لیکر ایک طرف کو چل دیں مگر ایک ظالم نے پکڑ کر زبردستی اپنی کنیز بنالیا اور کچھ دنوں کے بعد بہت تھوڑی رقم لے کر آپ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا وہ شخص اپنے گھر لا کر زیادہ محنت والا کام آپ سے لینے لگا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کہیں جارہی تھیں کہ سامنے ایک غیر محرم آگیا، شرم وحیا کی وجہ سے اتنی تیز بھاگتی ہیں کہ زمین پر گر گئیں جس کی وجہ سے آپ کا ہاتھ ٹوٹ گیا ،درد سے تڑپ اٹھتی ہیں، بارگاہِ خداوندی میں سر جھکا کر عرض کرتی ہیں کہ اے میرے پروردگار تیری بندی پہلے ہی سے بے یار و مددگار تھی اور اب ہاتھ بھی ٹوٹ چکا ہے مگر میں تیری رضا چاہتی ہوں اگر تیری رحمتیں متوجہ ہو جائیں تو پھر میری ہر مشکل آسان ہو جائے چنانچہ غیب سے ندا آئی کہ اے رابعہ رنجیدہ مت ہو تمہیں وہ مرتبہ حاصل ہوگا کہ مقرب فرشتے بھی تجھ پر رشک کریں گے یہ سن کر خوشی خوشی اپنے مالک کے گھر پہنچ گئیں۔ حضرت رابعہ بصریہ کا روز کا یہ معمول رہا کہ دن میں روزہ رکھتیں اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتیں ایک رات کا واقعہ ہے کہ مالک کی آنکھ کھلی تو چاروں طرف دیکھنے لگا کہ رابعہ کہاں غائب ہوگئی لیکن جب اس کی نگاہ ایک گوشہ میں پڑتی ہے تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی، دیکھا کہ رابعہ سجدہ میں ہے اور اس کے سر پر ایک نور فروزاں ہے اور اس کے کانوں نے سنا کہ رابعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر رہی ہیں کہ اے حاکموں کے حاکم، خالق دو جہاں تو نے مجھے غیر کی ملکیت میں دیدیا ورنہ ہر وقت تیری عبادت میں مصروف رہتی اے اللہ میں تیری بارگاہ میں دیر سے حاضر ہوئی ہوں مجھے غیر کے قبضہ سے آزاد فرما کر صرف اپنی بندی بنالے رابعہ کا آقا یہ سن کر گھبرا اٹھا اور دل ہی دل میں عہد کرلیا کہ میں صبح ہوتے ہی اس اللہ کی نیک بندی کو آزاد کردوں گا مجھے تو خود ان کی خدمت کرنی چاہئے، چنانچہ صبح ہوتے ہی مالک نے آپ کو آزاد کردیا اور یہ درخواست بھی کی کہ آپ کہیں اور نہ جا کر یہیں قیام فرمائیں تو میرے

لئے باعث سعادت ہوگی اور اگر آپ جانا چاہیں تو اختیار ہے یہ سن کر آپ حجرہ سے باہر نکل آئیں اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جب سفر حج پر روانہ ہوئے تو ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا فرماتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اس طرح پورے چودہ سال کی مدت میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے مگر جب کعبہ شریف میں داخل ہوئے تو وہاں خانہ کعبہ کو غائب پایا، چنانچہ عالم تصور میں آبدیدہ ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار عالم کیا میری آنکھیں زائل ہوگئیں ہیں یا کوئی اور حکمت کارفرما ہے تو ندا آئی اے ابراہیم بن ادھم تمہاری بینائی ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ کعبہ ایک ضعیفہ، پارسا کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے یہ سن کر آپ نادم اور شرمندہ ہوئے اور عرض کی اے اللہ وہ کون سی ہستی ہے؟ ندا آئی کہ وہ بہت عظیم مرتبے والی میری نیک بندی ہے نگاہ اٹھی تو دیکھا کہ سامنے رابعہ بصریہ لاٹھی کے سہارے چلی آرہی ہیں اور کعبہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے آپ نے رابعہ بصریہ سے دریافت کیا کہ تم نے نظام کو کیوں درہم برہم کر رکھا ہے؟ جواب دیا میں نے نہیں البتہ آپ نے ایک ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے جو چودہ برس میں کعبہ تک پہنچے ہو حضرت ابراہیم بن ادھم نے کہا کہ میں ہر قدم پر دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوا آیا ہوں جس کی وجہ سے تاخیر سے پہنچا، حضرت رابعہ نے جواب دیا تم نے تو نماز پڑھ کر یہ سفر طے کیا ہے اور میں عجز وانکساری کے ساتھ یہاں تک پہنچی ہوں، آپ بڑی عبادت گذار تھیں رات و دن میں سو رکعت نماز ادا کرتی تھیں یقین وصبر کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ دو بھوکے شخص آپ کے مہمان ہوئے اور دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اگر رابعہ اس وقت کھانا پیش کر دیں تو بڑا اچھا ہوگا آپ کے یہاں اس وقت دو روٹیاں تھیں وہی ان کے سامنے رکھ دیں اسی وقت کسی سائل نے دروازہ پر دستک دی تو آپ نے ان دو روٹیوں کو اسے دیدی مہمان حیرت زدہ ہو گئے لیکن کچھ ہی وقفہ کے بعد ایک کنیز گرم گرم روٹیاں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یہ میری مالکہ نے بھجوائی ہے آپ روٹیوں کو شمار کرتی ہیں تو تعداد اٹھارہ تھیں آپ نے کنیز کو یہ کہہ کر واپس کر دی کہ شائد تجھ کو غلط فہمی ہوئی ہے، یہ روٹیاں میرے یہاں نہیں کسی اور کے گھر بھیجی گئیں ہیں کنیز کے اصرار پر بھی آپ لینے

سے انکار کر دیتی ہیں کنیز نے واپس جا کر اپنی مالکہ سے واقعہ بیان کیا مالکہ نے دو روٹیوں کا اضافہ کر کے حکم دیا لے جاؤ چنانچہ جب ۲۰/ روٹیاں لائی گئیں جسے دونوں مہمانوں کے سامنے رکھا، مہمان مجسمۂ حیرت بنے ہوئے کھانا تناول کرتے ہیں بعد فراغت واقعہ کے بارے میں معلوم کرنا چاہا تو فرمایا کہ جب تم یہاں پہنچے تو بھوکے تھے اور جب دو روٹیاں تمہارے سامنے رکھی گئیں تو سائل نے سوال کر دیا وہ روٹیاں میں نے اسے دے کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ تیرا وعدہ ایک کے بارے میں دس دینے کا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تو ایک کا بدلہ دس دے گا چنانچہ جب وہ کنیز ۱۸ روٹیاں لے کر آئی تو میں نے سمجھ لیا کہ اس میں خطا ہو گئی ہے اور جب وہ پورے بیس لے کر آئی تو میں نے اللہ کے وعدے کے مطابق اسے قبول کر لیا۔ اس طرح بہت سے واقعات کتابوں میں مذکور ہیں زہد و تقویٰ صبر و رضا کا پیکر بن کر بڑی سادگی کے ساتھ اپنی زندگی گذار دیتی ہیں مشائخین کا بیان ہے کہ رابعہ نے خدا کی بارگاہ میں کوئی شکایت نہ کی اور کبھی سکھ دکھ کی پرواہ نہ کی اور نہ ہی مخلوق سے کچھ طلب کیا یہاں تک کہ اپنے مالک حقیقی سے بھی کبھی کچھ نہیں مانگا اور انوکھی شان کے ساتھ اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئیں خدا صبح قیامت تک ان کی قبر پر رحمت و نور کے پھول برسائے اور ان کے صدقے میں ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ (آمین)

میری پیاری بہنوں یہ روایت صحیحہ جو کتابوں میں درج ہے بیان کئے گئے ہیں ہم سب پر لازم ہے کہ مذکورہ بیبیوں کے نقش قدم پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور ان نیک بیبیوں کے طفیل ہم سب کی خطائیں معاف فرمائے۔ آمین۔

طریقہ فاتحہ

درود شریف ایک بار	قل یاایھا الکافرون ایک بار
قل ھو اللہ احد تین بار	قل اعوذ برب الفلق ایک بار
قل اعوذ برب الناس	ایک بار الحمد شریف ایک بار
الٓمّ مفلحون تک ایک بار	والھکم ایک بار پڑھ کر اس طرح دعا کریں۔

یا اللہ یا رحمن یا رحیم جو کچھ قرآن عظیم کی تلاوت کی گئی ہے درود شریف وغیرہ پڑھا گیا ہے اور جو نیک بیبیوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں اور جو کچھ شیرینی وغیرہ

موجود ہے اس سب کا صحیح تلاوت اور طیب وطاہر نیاز کا ثواب آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں پیش کرتے ہیں تو اپنے فضل وکرم سے قبول فرما بعدہٗ جملہ انبیاء علیہم السلام، صحابہء کرام، تابعین تبع تابعین تیری بارگاہ کے سارے مقبول بندوں اور بندیوں کی ارواح پاک کو اس کا ثواب پیش کرتے ہیں قبولیت عطا فرما مخصوص طور پر تیرے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے دسوں بیبیوں کی ارواح کو ثواب عطا فرما۔

یا اللہ اپنے ان تمام محبوب بندوں کے صدقے میں بالخصوص مذکورہ دسوں بیبیوں کے وسیلے سے ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرما، ہمیں اپنے اپنے ماں باپ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما، اور جن جن کے والدین انتقال کر چکے ہیں انکی مغفرت فرما، یا اللہ ہماری قوم کی عورتوں کو اسلامی معاشرہ اسلامی ماحول میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما، غیر مردوں سے پردہ میں رہنے کی توفیق عطا فرما، ناچنے، گانے بجانے، کھیل تماشہ سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما، نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما، بیماروں کو شفا عطا فرما، بے اولاد ماں اور بہنوں کو نیک وصالح اولاد عطا فرما، الٰہی ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرما، یا اللہ ہم سب کے جان و مال وآبرو کی حفاظت فرما، ہماری دعاؤں کو قبول فرما، ہم سب کا خاتمہ ایمان پر نصیب فرما، یا اللہ جس نے دس بی بی کی کہانیاں سننے اور سنانے کی محفل سجائی ہے اس کی جائز تمنائیں پوری فرما، تمام آفات ومصیبت سے محفوظ فرما، ہم سب کے گھر میں خیر وبرکت نازل فرما۔ وَصَلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

گذارش

اپنی دعا میں میرے والدین کریمین حشمت علی صابری ومرحومہ زیب النساء اور میرے بڑے بھائی یار محمد مرحوم ومیرے خالو مولوی فرزند علی مرحوم کو بھی شامل فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

سراج القادری بہرائچی